آیاتہا ۶۲ ۔ سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ۵۳ ۔ رکوعاتہا ۳

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ نجم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سجدے والی سورتوں میں سے سب سے پہلے سورۂ وَالنَّجْمِ نازل ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور ایک آدمی کے سوا تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ تو اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ حالت کفر میں ہی مارا گیا۔ وہ امیہ بن خلف تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلی سورت جس کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھتے ہوئے ظاہر فرمایا وہ سورۂ والنجم ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم میں سجدہ کیا اور جن وانس اور درختوں میں سے جو حاضر تھے سب نے سجدہ کیا۔

ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ النجم میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا۔ سوائے قریش کے دو آدمیوں کے کہ انہوں نے اس سے شہرت کا ارادہ کیا۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس وَالنَّجْمِ کا ذکر کیا گیا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سورت کے (نزول کے) ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ، مشرکین اور جن وانس تمام نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی اور اس میں مسلمانوں، مشرکین اور جن وانس سب نے سجدہ کیا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے، انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور سورۂ والنجم پڑھی اور ہمارے ساتھ سجدہ کیا اور آپ ﷺ نے سجدہ کو خوب لمبا کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 721، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 369، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 369

marfat.com
Marfat.com

سورج کو گرہن لگنے کے سبب صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں سے ایک میں سورۂ والنجم پڑھی۔(1)

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سورۂ والنجم پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں سورۂ والنجم میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ منتقل ہوئے تو آپ نے مفصل سورتوں میں سے کسی میں بھی سجدہ نہیں کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدے کیے، ان میں سے ایک سورۂ النجم کا سجدہ بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ① مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ② وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ③ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ④

"قسم ہے اس (تابندہ) ستارے کی جب وہ نیچے اترا۔ تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا۔ اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ① کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد ثریا ہے جب کہ وہ غائب ہو جائے۔ ایک روایت کے الفاظ میں ہے ثریا جب کہ وہ فجر کے ساتھ ساقط ہو جائے۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ثریا جب کہ وہ واقع ہو۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ لٹک جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ بلند ہو جائے۔(4)

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ غائب ہو جائے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: قسم ہے قرآن کی جب کہ وہ نازل ہوا۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 219، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 311، مکتبۃ الرشد الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 248 (3022)، دارالکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا: بے شک میں نے نجم کے رب کیساتھ کفر کیا۔ معمر نے کہا ابن طاؤس نے اپنے باپ سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا کتا مسلط کر دے؟ پس ابولہب کا بیٹا لوگوں کے ساتھ ایک سفر پر نکلا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ انہوں نے شیر کی آواز سنی۔ تو اس نے کہا: وہ صرف میرے ارادے سے ہی آ رہا ہے۔ پس اس کے ساتھی اس کے ارد گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنے درمیان میں لے لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سو گئے شیر آیا اور اس نے اسے سر کی کھوپڑی سے پکڑ لیا۔(1)

امام ابوالفرج رحمہ اللہ اصبہانی نے کتاب الاغانی میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: بے شک میں نے روشن ستارے کے رب سے کفر کیا جب (وہ ستارہ) نیچے اترا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے'' راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پس وہ ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف نکلا۔ ان میں ہبار بن اسود بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ وادی غاضرہ میں پہنچے اور اس وادی میں طرح طرح کے درندے تھے۔ تو رات کے وقت وہ وہاں ٹھہر گئے اور ایک صف میں انہوں نے بستر لگا لیے۔ تو عتبہ نے کہا کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ تم رکاوٹ بنا لو؟ (یعنی حفاظت کا انتظام کر لو) قسم بخدا! میں تو تمہارے درمیان میں رات گزاروں گا۔ پس درندے کے سوا مجھے کوئی نیند سے نہیں جگائے گا۔ سو وہ ان میں سے ایک ایک آدمی کو سونگھتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس تک پہنچا تو اس نے اپنی کچلیاں (نوکیلے دانت) اس کی کنپٹی میں پیوست کر دیں۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ہبار بن اسود رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ دونوں شام کی طرف جانے کے لیے تیار ہوئے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ تیار ہو گیا۔ تو ابولہب کے بیٹے نے کہا: قسم بخدا! میں ضرور محمد (ﷺ) کی طرف جاؤں گا اور انہیں ان کے رب کے بارے میں اذیت دوں گا۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس آ پہنچا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے اس طرح بددعا فرمائی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے''۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ تو ابولہب کے بیٹے عتبہ نے کہا: میں نے ستارے کے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمائے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 162، عالم الکتب

3۔ ایضاً صفحہ 163

marfat.com

Marfat.com

امام ابونعیم نے ابوالضحیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابولہب کے بیٹے نے کہا: وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے یہ کہا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے گا۔ جب یہ خبر اس کے باپ تک پہنچی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کی کہ جب تم کسی جگہ اترو اور قیام کرو تو اسے اپنے درمیان میں رکھنا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حتی کہ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ اس کی طرف بھیجا اور اس نے اسے مار ڈالا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ کا یہ معنی بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نجوم قرآن کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ کے بارے فرمایا: وہ اپنی خواہش سے بولتا نہیں ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ تک وحی پہنچاتا ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالحمراء اور حبۃ العرنی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا جو مسجد میں تھے اور یہ حکم ان پر شاق گزرا۔ حبہ نے بیان کیا: بے شک میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ چادر لیے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں: تم نے اپنے چچا، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو نکال دیا ہے اور اپنے چچا کے بیٹے کو سکونت دی ہے؟ تو اس دن کسی آدمی نے کہا: وہ اپنے چچا کے بیٹے کو اٹھانے میں بھی دیر نہیں کریں گے۔ فرمایا: پس رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا کہ یہ حکم ان پر شاق گزرا ہے۔ تو آپ نے بلایا نماز تیار ہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ سے پہلے کبھی ایسا فصیح و بلیغ خطبہ نہیں سنا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید اور وحدانیت کا ذکر فرمایا۔ جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! میں نے نہ کسی دروازے کو بند کیا ہے اور نہ میں نے اسے کھولا ہے اور نہ میں تمہیں نکالتا ہوں اور نہ میں اسے سکونت دیتا ہوں۔ ''يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا اَنَا سَدَدْتُهَا وَلَا اَنَا فَتَحْتُهَا وَلَا اَنَا اَخْرَجْتُكُمْ وَاَسْكَنْتُهُ'' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۔

امام احمد، طبرانی اور الضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ جو کہ نبی نہیں ہے دو قبیلوں یعنی ربیعہ و مضر یا دو میں سے ایک کی مثل جنت میں داخل ہوں گے۔ تو کسی آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ربیعہ مضر سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں کہہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 164، عالم الکتب　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com
Marfat.com

رہا ہوں جو میں کہہ رہا ہوں۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میں نے تمہیں خبر دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ تو آپ کے اصحاب میں سے بعض نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ تو ہمارے ساتھ خوش طبعی اور مزاح فرماتے رہتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بلاشبہ میں حق کے سوا کچھ بھی نہیں کیا کرتا" عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: "لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا" "قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا"(2)

امام دارمی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے یہ قول بیان کیا ہے: حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سنت لے کر اس طرح نازل ہوتے ہیں جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے۔ "كَانَ جِبْرَئِیْلُ یَنْزِلُ بِالسُّنَّةِ كَمَا یَنْزِلُ بِالْقُرْاٰنِ"۔(3)

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰى ۝۵ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۝۶ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝۷ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى ۝۱۲ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝۱۵ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى ۝۱۶ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

"انہیں سکھایا ہے زبردست قوتوں والے نے۔ بڑے دانا نے۔ پھر اس نے (بلندیوں کا) قصد کیا۔ اور وہ سب سے اونچے کنارہ پر تھا۔ پھر وہ قریب ہوا، اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔ نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے۔ کیا تم جھگڑتے ہو ان سے اس پر جو انہوں نے دیکھا۔ اور انہوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا۔ سدرۃ المنتہی کے پاس۔ اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔ یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 693 (18544)، دارالفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 340، دار صادر بیروت
3۔ سنن دارمی، جلد 2، صفحہ 317 (3357)، دارالمحاسن القاہرہ

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے فرمایا: جو طویل الخلقت اور حسین ہو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۙ ذُوْ مِرَّةٍ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہیں سکھایا صاحب قوت وطاقت جبرائیل علیہ السلام نے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذُوْ مِرَّةٍ کا معنی ہے صاحب خلق حسین۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے پوچھا تو آپ نے جواب دیا اس کا معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں زبردست قوت وطاقت والا ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کا قول نہیں سنا:

فِدًى اَقَرَّبِهٖ اِذْ ضَافَنِیْ وَهٰنَا قُرَی ذِیْ مِرَّةٍ حَازِمِ

''اس نے فدیہ دینے کا اقرار کیا جب وہ میرے ہاں مہمان بنا۔ اور یہ تو طاقت ور، محتاط اور مستقل مزاج (سردار) کی بستیاں ہیں''۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دو بار کے سوانہیں دیکھا۔ ایک بار تو وہ ہے جب آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ آپ اسے اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنی اصل صورت دکھائی اور اس نے سارے افق کو بھر لیا۔ اور دوسری بار وہ ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے ساتھ تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ؕ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۙ فرمایا جبرئیل علیہ السلام پیدا کیے گئے۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پر ہیں اور ہر پر افق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے بارے حقیقی علم رکھتا ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53-52 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 52 5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 225 (10547)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

6۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 72-371، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا، اس کے چھ سو پر ہیں اور اس کے پروں سے مختلف رنگوں کے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ افق اعلیٰ سے مراد مطلع شمس (سورج کے طلوع ہونے کا محل) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے کہا افق اعلیٰ افق مشرق پر ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ یعنی جبرائیل علیہ السلام فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا: دو قوسوں کی مقدار اَوْ اَدْنٰى ۝ فرمایا: جہاں قوس کی تانت ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جبرئیل کے اتنا قریب ہوا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا۔ تو ان کے چھ سو پر تھے۔ ''رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِيْلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ''(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے کہا یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان پر سبز رفرف (باریک ریشم) کے دو حلے ہیں۔ تحقیق اس نے زمین و آسمان کے مابین ساری جگہ کو بھرا ہوا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خواب کی حالت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو انتہائی خوبصورت اور طویل گردن کے ساتھ دیکھا۔ پھر آپ ﷺ اپنی کسی حاجت کے تحت باہر نکلے۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے انتہائی زوردار آواز میں پکارا اے محمد، اے محمد! ﷺ تو آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا۔ لیکن آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ اٹھائی۔ تو وہ افق آسمان پر اپنی ایک ٹانگ موڑ کر دوسری پر رکھے ہوئے تھے۔ اور اس نے کہا: اے محمد! ﷺ جبرائیل جبرائیل (یعنی میں جبرائیل ہوں میں جبرائیل ہوں) وہ آپ ﷺ کو اطمینان اور سکون دینے لگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ بھاگ کر لوگوں میں داخل ہو گئے۔ سو آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر آپ ﷺ لوگوں سے نکلے اور پھر دیکھا۔ تو اسے دیکھ لیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 55-54
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 274 (4756)، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 15، صفحہ 367 (3277)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۚ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ اور جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کے بندے کی طرف اتنا قریب ہوئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو اپنے رب کے قریب ہوئے اور پھر اور زیادہ قریب ہوا۔ ''هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَا فَتَدَلّٰى اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ ''(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ثُمَّ دَنَا پھر وہ اپنے رب کے قریب ہوا۔ فَتَدَلّٰى ۙ۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے ضمن میں فرمایا: وہ اس کے قریب ہوئے دو قوسوں کی مقدار۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے درمیان دو کمانوں کی مقدار کا فاصلہ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جبرائیل امین اس کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ایک ذراع یا دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔(4)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قَابَ سے مراد مقدار ہے۔ اور قَوْسَيْنِ سے مراد دو ذراع ہیں۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا دو ذراع کی مقدار۔ اس میں قَابَ سے مراد مقدار اور القوس سے مراد ذراع ہے۔

حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے بارے فرمایا کہ دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔ اس میں قوس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ذریعے ہر شے کی پیمائش کی جاتی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ اس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ساتھ پیائش کی جاتی ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قَابَ قَوْسَيْنِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں قوس میں تانت ہوتی ہے۔ یعنی آپ اپنے رب کے اتنے قریب ہو گئے۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور عکرمہ دونوں نے کہا ہے کہ آپ اس کے قریب ہوئے۔ یہاں تک کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 57-56، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 150، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56
5۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 103، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com
Marfat.com

آپ کے اور اس کے درمیان اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا کمان کا دونوں کناروں سے لے کر تانت تک کے درمیان ہوتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَيْنِ کا معنی دو کمانوں کی مقدار اور آپ ہی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تمہاری ان قوسوں میں سے دو قوسوں کی مقدار۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو سفر معراج پر لے جایا گیا تو آپ اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فرمایا کیا تم نے کمان کی طرف دیکھا نہیں کہ وہ تانت کے کتنا قریب ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قَابَ سے مراد کمان کے کنارے کا وہ فالتو حصہ ہے جو تانت کے اوپر بچا ہوتا ہے۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۝ میں عَبْدِهٖ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ ''عَبْدِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں اور حضرت حکیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس نور اعظم کو دیکھا اور اس نے میرے سامنے موتیوں اور یاقوت والا اپنا ریشمی حجاب لٹکا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنا چاہی وہ وحی فرمائی۔ (2)

امام ابو الشیخ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت سریج بن عبید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ آسمان کی طرف اوپر چڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ فرمایا کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب کریم کے قرب کا احساس کیا تو سجدے میں گر پڑے اور مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتے رہے جو کہ ہر قسم کی قوت وطاقت اور بادشاہی کا مالک ہے اور جسے عظمت و کبریائی زیبا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اطلاع دی جو اطلاع دی۔ پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور میں نے اسے اس اصلی حالت میں دیکھا جس پر اسے پیدا کیا گیا۔ اس کے پر زبرجد، موتیوں اور یاقوت کے ساتھ منظم ہیں۔ مجھے یہ خیال گزرا کہ وہ فاصلہ جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے وہ مشرق و مغرب کے درمیان کو محیط ہے۔ اس سے قبل میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ مگر مختلف صورتوں پر۔ اور اکثر اوقات میں اسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا کرتا تھا۔ اور بسا اوقات اس سے قبل میں اسے نہیں دیکھتا تھا مگر اس طرح جیسا کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو چھلنی (غربال) کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 274، دار صادر بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 72، عالم الکتب

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔

امام مسلم، امام احمد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دوبار اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''رَاٰى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ بِقَلْبِهٖ مَرَّتَيْنِ''

امام عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے کہا یہ روایت حسن ہے، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے اسے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دیکھا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے: اَفَتُمٰرُوْنَهٗ اور اس کی تفسیر بیان کرتے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے اَفَتُمٰرُوْنَهٗ فرمایا۔ جس نے ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا تو اس نے کہا کیا تم اس کے بارے اس سے جھگڑا کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اَفَتُمٰرُوْنَهٗ پڑھا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ الف کے ساتھ ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا کرتے تھے اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ (بغیر الف کے) پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور آپ ہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنِهٖ''

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کریم کو دوبار دیکھا۔ ایک بار اپنی آنکھوں کے ساتھ اور ایک بار اپنے دل کے ساتھ۔

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن ہے، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کسی شے کے بارے پوچھا۔ اور پھر

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3281)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3280)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

اس طرح اللہ اکبر کہا کہ پہاڑوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بے شک ہم بنو ہاشم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم کہیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم فرما دیا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو بار اپنے رب کا دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بار شرف ہمکلامی حاصل ہوا۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے پاس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ تو میں نے عرض کی: کیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہے جس کے بارے سمجھ بوجھ ساکن ہو چکی ہے۔ میں نے کہا: تھوڑی سی مہلت دیجئے۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ تو اس پر ام المومنین نے ارشاد فرمایا: تجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ بلاشبہ وہ جبرئیل ہی ہے۔ جو تجھے یہ خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا جو اسے حکم دیا گیا ہے اس میں سے کچھ چھپا لے یا وہ پانچ چیزیں سکھا دے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان: 34) الآیہ۔ تو یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو بار کے سوا اپنی اصل صورت میں نہیں دیکھا۔ ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار اجیاد کے پاس، اس کے چھ سو پر تھے اور وہ سارے افق کو بھرے ہوئے تھا۔ (1)

امام نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رؤیت حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے؟ (2)

ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین وجمیل صورت میں دیکھا۔ تو اس نے مجھے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو جانتا ہے کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کون سی شے میں مباحثہ اور جھگڑا کر رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دوشانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی۔ پھر میں نے زمین وآسمان میں جو کچھ تھا اسے جان لیا۔ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! درجات، کفارات، جماعات کے لیے چل کر جانے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے (وہ گفتگو کر رہے ہیں) پھر میں نے عرض کی۔ اے میرے رب! بلاشبہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا کیا اور تو نے ایسا کیا، تو نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیا میں نے تیرے لیے تیرا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھ سے بوجھ اتار نہیں لیا؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 68-367 (3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 34-133، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

کیا میں نے تیرے ساتھ ایسا نہیں کیا؟ کیا میں نے اس طرح نہیں کیا؟ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی اشیاء ظاہر فرمائیں کہ مجھے اجازت نہیں دی کہ میں ان کے بارے تم سے گفتگو کروں۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ پس اللہ تعالیٰ نے میرا نور بصر میرے دل میں ڈالا، تو میں نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھ لیا۔(1)

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، حضرت عبد اللہ بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ پوچھنے کے لیے پیغام بھیجا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے ان کی طرف یہ جواب بھیجا کہ ہاں۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قاصد کو یہ پوچھنے کے لیے واپس لوٹایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیسے کیا؟ تو انہوں نے جواب یہ بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سبز باغ میں اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس میں سونے کا فرش تھا اور سونے کی کرسی پر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف فرما تھا اور کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں تھا ایک فرشتہ بیل کی صورت میں، ایک فرشتہ گدھ کی صورت میں اور ایک فرشتہ شیر کی صورت میں تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ایک روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ گویا کہ اس کے قدم (قدرت) سبزے پر تھے جس کے قریب موتیوں کا پردہ تھا۔ تو میں نے کہا: اے ابن عباس! کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ''؟ کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں تو آپ نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے اس سے مراد اس کا وہ نور ہے جو اس کا ذاتی نور ہے۔ تو جب وہ اپنے اس نور سے تجلی ڈالے گا تو کوئی شے اس کا ادراک نہیں کر سکے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اسے نہیں دیکھا اور اپنے دل کے ساتھ اسے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے ایک نہر دیکھی اور اس کے پیچھے ایک حجاب دیکھا اور میں نے اس کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ کے تحت یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھا۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دوبار دیکھا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ نے اسے دیکھا ہے اور نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے رب کریم کا دیدار نہیں کیا۔

امام مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ'' (وہ نور ہے میں نے اسے دیکھا ہے) (اور اگر اس کا تلفظ ''نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ'' کیا جائے تو معنی یہ بنے گا (وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں))(3)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک نور دیکھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ اپنی نظر سے اسے نہیں دیکھا۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔

عبد بن حمید نے مرۃ ہمدانی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دوبار کے سوا اپنی اصلی صورت میں آپ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ پس آپ ﷺ نے اسے سرسبز وشاداب جگہ میں دیکھا کہ اس کے ساتھ موتی لٹک رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہٰی کے پاس بہت بڑا عظمت وشان والا نور دیکھا۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 12 (292) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی ٹانگ سدرہ سے معلق ہے اور اس پر موتی اور ہیرے اس طرح (چمک رہے ہیں) جیسا کہ سبزیوں پر بارش کے قطرے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ کے ضمن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔ اس کے چھ سو پر تھے۔ ان میں سے ہر پر افق کو ڈھکے ہوئے تھا اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے جن کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر معراج پر لے جایا گیا۔ تو اس کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوئی۔ اور یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ جو ارواح چڑھتی ہیں وہ اس کے پاس آ کر رک جاتی ہیں اور انہیں قبض کر لیا جاتا ہے۔ اور اوپر سے اس کی جانب جو نیچے آتا ہے وہ بھی اس کے پاس آ کر رک جاتا ہے اور یہاں سے اسے قبض کر لیا جاتا ہے۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ فرمایا: سونے کا بچھونا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا اس کے جہنم میں ڈالنے والے بڑے بڑے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ (1)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے سدرۃ المنتہیٰ کے بارے سوال کا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہر عالم کا علم اس تک رک جاتا ہے اور جو کچھ اس سے آگے ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: سدرۃ المنتہیٰ نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہر شے اس کے پاس پہنچ کر رک جاتی ہے اور کوئی شے اس سے آگے تجاوز نہیں کرتی۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: سدرۃ المنتہیٰ کے بارے مجھے کچھ بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک یہ عرش کی بنیادوں (اصل عرش) میں ایک بیری کا درخت ہے۔ ہر مقرب فرشتے یا ہر نبی مرسل کا علم اس کے پاس پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور جو اس سے آگے غیب ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک یہ سدرہ حاملین عرش کے سروں پر

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 4 (279)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 157 (34951)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہے۔مخلوق کا علم اس کے پاس آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے آگے کا کسی کو علم نہیں۔ تو چونکہ اس کے پاس علم کی انتہا ہو جاتی ہے اس لیے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ رکھا گیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے بارے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: سدرہ وہ ہے جس تک ملائکہ کے علم کی انتہا ہو جاتی ہے اور اسی کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہیں۔ علم اس سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔ پھر میں نے جنۃ الماویٰ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ ایک باغ ہے جس میں سبز پرندے ہیں اور اس میں شہداء کی ارواح ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے: یہ جنت کا وسط ہے جس پر سندس (باریک ریشمی کپڑا) اور استبرق (یعنی موٹے ریشمی کپڑے) میں سے حاجت سے زائد حصہ ڈال دیا گیا ہے۔(3)

امام احمد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں سدرہ کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ تو دیکھا اس کے بیر مٹکڑیوں کی مثل، اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں۔ اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کا حکم چھا جاتا ہے جو چھا جاتا ہے تو وہ یاقوت، زمرد اور اسی طرح کی دیگر چیزوں میں بدل جاتے ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن، وہ ہے جہاں (دنیا کی) انتہا ہوگی۔(5)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک شہسوار آزمائش کے دور میں اس سے سو برس چلے گا اور سو شہسوار آزمائشوں کے سبب اس کا سایہ حاصل کریں گے۔ اس میں بچھونا سونے کا ہے اور اس کے پھل مٹکوں کی مثل ہیں۔(6)

امام حکیم ترمذی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے دیکھا جب میں نے اس کی وضاحت چاہی۔ پھر اس کے آگے سونے کا بچھونا حائل ہو گیا۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ پڑھا۔ اور آپ نے اس پر نکتہ چینی کی جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾ پڑھا۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 47، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 259 (35872)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
7۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 537 (2648)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسے مجنون بنا دیا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ جَنَّةُ الْمَاْوٰى ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ عرش کے دائیں جانب ہے اور یہ شہداء کی منزل ہے۔(1)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں بلندی پر ہے اور جہنم ساتویں زمین کی پستی میں ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى پڑھا اور فرمایا یہ جنت المبیت ہے (رات گزارنے کی جنت)۔

امام آدم بن ابی ایاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سدرہ کی ٹہنیاں موتیوں اور یاقوت کی ہیں۔ اور حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے دل سے اسے دیکھا ہے اور اپنے رب کو بھی دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب ملائکہ سدرہ پر چھا رہے تھے جو چھا رہے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن وہرام رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔ پس وہ فرشتے سدرہ پر چھا گئے تاکہ وہ حضور نبی رحمت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوسکیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا آپ نے سدرہ کا فنا (میدان) دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سونے کا فرش ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ نے اسے اس رات دیکھا ہے جس رات آپ کو سفر معراج پر لے جایا گیا کہ سونے کی ٹڈیاں اس کی پناہ لے رہی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کی آنکھ دائیں بائیں نہ گئی۔ وَمَا طَغٰى اور آپ نے اس سے تجاوز نہ کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔(3)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 67 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 68

marfat.com

Marfat.com

رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا سبز رفرف دیکھا۔ اس نے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ وہ جنت میں آگئے۔ پس میں اس میں داخل ہوا اور مجھے کوثر عطا کیا گیا۔ پھر وہ آگے چلے۔ یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے۔ پھر تیرا رب قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ پس صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں سدرہ کے پاس پہنچا (تو دیکھا) کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں اور اس کے بیر مٹکوں کی طرح ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا امر اس پر چھا گیا جو چھا گیا تو وہ بدل گئی اور پھر آپ نے یاقوت کا ذکر فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں ہر نبی اور ہر فرشتے کے امر کی انتہا ہو جاتی ہے۔(4)

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾

”(اے کفار!) کبھی تم نے غور کیا لات وعزیٰ کے بارے میں۔ اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے نری بیٹیاں۔ یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔ نہیں ہیں یہ مگر محض نام جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند نہیں پیروی کر رہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جسے ان کے نفس چاہتے ہیں، حالانکہ آ گئی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 57
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   4۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

ہدایت۔ کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ پس اللہ کے دست قدرت میں ہے آخرت اور دنیا۔ اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے ستو تلتا تھا۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ ستو تلتا تھا اور حاجی اسے پانی پلاتے تھے۔(1)

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوطفیل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا، تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ وہاں عزی تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہاں ببول کے تین درخت تھے۔ آپ نے انہیں کاٹ دیا اور جس مکان میں وہ تھا اسے گرا دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس لوٹ جا۔ کیونکہ تم نے کچھ کام نہیں کیا۔ پس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تو جب وہاں کے دربانوں نے آپ کو دیکھا تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چلے گئے اور یہ کہنے لگے یا عزی یا عزی۔ سو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ تو وہاں ایک عورت تھی جو عریاں تھی اور اپنے بال پھیلائے ہوئے تھی۔ وہ اپنے سر پر مٹی ڈال رہی تھی۔ آپ نے تلوار سے اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ کر آئے اور آپ ﷺ کو سارے معاملہ کی خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی عزی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عزی وادی نخلہ میں تھا اور لات طائف میں تھا اور منات قدید میں تھا۔

امام سعید بن منصور اور فاکہی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لات دور جاہلیت میں طائف کی چٹان پر ایک آدمی تھا اور اس کا ریوڑ تھا۔ پس وہ بکریوں کا دودھ لیتا تھا اور طائف کا کشمش اور پنیر لیتا تھا اور اس سے حلوہ تیار کرتا تھا اور لوگوں میں سے جو بھی وہاں سے گزرتا اسے کھلاتا تھا۔ پس جب وہ مر گیا تو لوگ اس کی پوجا کرنے لگے۔ اور انہوں نے کہا یہ لات ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ لات کو مشدد پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات حاجیوں کے لیے ستو تلتا تھا۔ جو بھی اس سے پیتا تھا وہ موٹا ہو جاتا تھا۔ پس لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔

امام فاکہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا بے شک وہ مرا نہیں بلکہ وہ چٹان میں داخل ہو گیا ہے۔ پس لوگوں نے اس کی عبادت شروع کر دی اور اس پر ایک مکان تعمیر کر لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ أَفَرَءَيْتُمُ اللَّتَ کے تحت انہوں نے کہا: ثقیف میں سے ایک آدمی تھا جو تیل کے ساتھ ستو تلتا تھا۔ پس جب وہ فوت ہوا تو انہوں نے اس کی قبر کو بت بنالیا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ عامر بن ظرب تھا جس نے دشمن کو پکڑا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے أَفَرَءَيْتُمُ اللَّتَ وَالْعُزّٰى ۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ لات طائف میں ستو تلتا تھا۔ پس وہ اس کی قبر پر معتکف ہو گئے اور عزیٰ یہ تو درخت تھے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے أَفَرَءَيْتُمُ اللَّتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ جھوٹے الٰہ تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ لات اہل طائف کا بت تھا، عزیٰ وادی نخلہ میں خوفناک پہاڑی راستے میں قریش کا الٰہ تھا اور منات قدید کے مقام پر انصار کا بت تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات وہ بت ہے جو ان کے جھوٹے خداؤں پر سردار تھا اور ان کے لیے ستو تلتا تھا۔ اور عزیٰ کھجور کا ایک درخت تھا جس پر لوگ زریں اور رنگ برنگی اون لٹکایا کرتے تھے۔ اور منات قدید میں ایک پتھر تھا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لات پتھر ہے۔ اس پر ستو تلے جاتے تھے۔ پس اس وجہ سے اس کا نام لات رکھ دیا گیا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ضِيْزٰى ۝ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا اس کا معنی ہے ظلم کرنے والی۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے امری القیس کا یہ قول نہیں سنا:

ضَازَتْ بَنُوْ اَسَدٍ بِحُكْمِهِمْ اِذْ يَعْدِلُوْنَ الرَّأْسَ بِالذَّنَبِ

''بنو اسد نے اپنے فیصلے کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے کیونکہ وہ سر کو دم کے برابر اور مساوی قرار دیتے ہیں''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: ضِيْزٰى ۝ کا معنی ہے ''منقوصة'' جسے گھٹا دیا گیا کم کر دیا گیا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضِيْزٰى ۝ کا معنی ظلم کرنے والی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 253، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 72
5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی زیادتی اور ظلم ہے جس میں کوئی حق نہ ہو۔(1)

رہا ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی ۝ تو اس کے بارے امام احمد، امام بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آرزو اور تمنا کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس میں خوب غور و فکر کرے جس کی اس نے تمنا کی ہے۔ کیونکہ وہ اسے نہیں جانتا جو اس کی آرزو اور خواہش کے سبب اس کے لیے لکھا جائے گا۔(2)

اور قول باری تعالیٰ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الآیہ کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ارشاد ان کے اس قول کی وجہ سے ہے کہ غرانقہ (خوب صورت جوان لڑکے اور لڑکیاں) ضرور شفاعت کریں گے۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے)۔

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ۝۲۸ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ۝۲۹ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝۳۰ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۝۳۱

”حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کسی کام نہیں آ سکتا۔ پس آپ رخ انور پھیر لیجیے اس (بدنصیب) سے جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور نہیں خواہش رکھتا مگر دنیوی زندگی کی۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے جو بھٹک گیا اس کی راہ سے۔ اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ راست پائی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تاکہ وہ بدلہ دے بدکاروں کو ان کے اعمال کا اور بدلہ دے نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کا“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دین کے بارے میں ایسی رائے سے پرہیز کرو۔ بے شک وہی رائے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہے وہی صحیح اور درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 458 (7274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

کو دکھا دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ (رائے) یہاں محض تکلف اور ظن ہے وَاِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا ﴿۲۸﴾

قول باری تعالیٰ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے بارے عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے رایهم۔ یعنی یہ ان کی رائے ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تھے اور صحابہ کرام کے لیے اس قسم کی دعائیں کرتے تھے: "اے اللہ! ہمیں اپنی ایسی خشیت اور خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو، ایسی طاعت وعبادت کا ذوق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور وہ یقین عطا فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے اور ہمیں قوت سماعت اور قوت بصارت سے لطف اندوز فرما اور ہمیں قوت وطاقت عطا فرما جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور ہماری جانب سے اسے وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے بدلہ لینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ جو ہمارے ساتھ عداوت رکھے ہمیں اس پر غلبہ عطا فرما۔ ہمارے دین میں مشکلات نہ بنا اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا۔ اور نہ ہی اسے ہمارا مبلغ علم بنا اور اسے ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَايَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَاتُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَايُهَوِّنُ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَ نَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا کے تحت ابن جریج نے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اہل شرک مراد ہیں اور وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا میں مومنین مراد ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

"جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر شاذ و نادر۔ بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے۔ وہ (اس وقت سے) خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب کہ تم حمل تھے اپنی ماؤں کے شکموں میں۔ پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے"۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ سے مراد وہ کبیرہ گناہ ہیں جن کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آگ (جہنم) کا ذکر کیا ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد مقرر کی ہے۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 493 (3502)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی جو اللَّمَمَ کے ساتھ اس سے زیادہ مشابہ ہو جو کچھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ بالیقین پائے گا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے۔ نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہونٹوں کا زنا بوسہ دینا ہے، دونوں ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور پھر فرج اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔ پس اگر وہ اپنی شرم گاہ کے ساتھ آگے بڑھے تو وہ زانی ہے ورنہ وہ اللَّمَمَ (یعنی گناہ کے قریب) ہے۔(2)

امام مسدد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: دیکھنا، آنکھ مارنا، بوسہ لینا اور مباشرت (چھیڑ چھاڑ) کرنا۔ پس جب شرمگاہیں آپس میں ایک دوسرے سے مس ہو جاتی ہیں تو غسل فرض ہو جاتا ہے اور یہ زنا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللَّمَمَ سے مراد دو حدوں کے درمیان میں ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا اللَّمَمَ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمائے تو تو (گناہوں سے) بھرے ہوئے انسان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جو چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے مگر وہ جو پیچھے گزر گیا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مشرکین نے کہا کہ بے شک کل تک وہ ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: اِلَّا اللَّمَمَ یعنی جو کچھ ان سے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ تو جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77 6۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ سے مراد شرک ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد زنا ہے۔ جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ سب کچھ معاف فرما دیا جو کچھ انہوں نے اسلام سے پہلے کیا تھا یا جس کے قریب گئے تھے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت یہ مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ زنا کے قریب جا کر پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ یہی اللمة من الزنا ہے۔ اور اللمة من شراب الخمر یہ ہے کہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ فرمایا یہی المام ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کہا کرتے تھے وہ آدمی جو زنا کے قریب پہنچ جاتا ہے اور وہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے۔ پھر اس سے رک جاتا ہے یا اس سے توبہ کر لیتا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللَّمَمَ کیا ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ وہ ہے جو زنا میں واقع ہونے کے قریب ہو جاتا ہے دوبارہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔ اور شراب پینے کے خطرہ میں پڑ جاتا ہے پھر دوبارہ لوٹتا نہیں۔ اور جو چوری کے قریب ہو جاتا ہے پھر وہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے جو کبھی کبھار گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ سے اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو میں نے جواباً کہا: وہ آدمی جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: تحقیق ملک کریم نے تیری اس پر مدد اور معاونت فرمائی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّا اللَّمَمَ کا مفہوم ہے کسی وقت زنا کا ارتکاب کرنے والا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: زنا سے بچ جانا اس طرح کہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد جماع کے قریب ہو جانا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 77، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80-79 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سامنے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا اللَّمَمَ کے بارے یہ قول بیان کیا گیا کہ اس کا معنی زنا میں پڑنا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ایک دوسرے کو بھینچ کر دبانا، بوسہ لینا اور سونگھنا وغیرہ ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ (گناہ) ہے جو شرک سے کم ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد ہر وہ شے ہے کہ جو دنیا اور آخرت کی دو حدوں کے درمیان ہے۔ نماز اسے ختم کر دیتی ہے اور وہ چیز ہے جو ہر واجب سے کم ہوتی ہے۔ پس رہی دنیا کی حد تو اس سے مراد ہر وہ حد ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مقرر کر دی ہے۔ اور آخرت کی حد سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شے جس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے ساتھ کیا اور اس کی سزا کو آخرت تک مؤخر کر دیا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ ہے جو دو حدوں کے درمیان ہو یعنی وہ شے جو نہ دنیا کی حد تک پہنچی ہو اور نہ ہی آخرت کی حد ثابت ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آخرت کی حد کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آتش جہنم واجب کر دی ہے یا وہ ایسا گناہ نہ ہو جس پر دنیا میں حد قائم کی جاتی ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فواحش (بے حیائی کے کام) حرام قرار دیئے ہیں جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو مخفی ہیں۔(4)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم نے المعرفہ میں، ابن مردویہ اور واحدی رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن حارث انصاری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی جب ہلاک و تباہ ہوئے تھے تو ان کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ صدیق ہے۔ پس یہ خبر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ کوئی بھی روح نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پیٹ میں پیدا فرماتا ہے مگر یہ کہ شقی ہوتی ہے یا سعید۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ الی آخر الآیہ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس ارشاد کی طرح ہے: وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۝ (النحل)۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 81
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77
5۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 82-81 (1368) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 82

marfat.com

Marfat.com

(وہ اس وقت سے تمہیں خوب جانتا ہے)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کے بارے یہ جانتا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا، یہ شے بنائے گا اور اس شے کی طرف پھر جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ کا معنی اس طرح بیان فرمایا کہ تم اپنے نفسوں کی برأت ظاہر نہ کرو۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا کہ تم گناہوں کے اعمال نہ کرو۔ جب کہ تم کہتے ہو ہم طاعت و عبادت کے اعمال کرتے ہیں۔

ابن سعد، امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ نے زینب بنت سلمہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا نام برہ رکھا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے تم اس کا نام زینب رکھو۔(4)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں اپنے دادا عبد اللہ بن مصعب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیس بن عاصم سے کہا: اپنے بارے میں کچھ بیان کرو۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ پس میں اپنے آپ کی تعریف کرنے والا نہیں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوب تعجب میں ڈال دیا۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ۝

"کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا جس نے روگردانی کی۔ اور تھوڑا سا مال دیا پھر کنجوس بن گیا۔ کیا اس کے پاس علم غیب ہے اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ آگاہ نہیں ہوا جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں جو پوری طرح احکام بجا لائے"۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غزوہ کے لیے نکلے تو ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کوئی ایسی شے (سواری) نہ پائی جس پر وہ بھی نکلے۔ تو وہ اپنے ایک دوست سے ملا اور کہا مجھے کوئی شے عطا کرو۔ تو اس نے جواب دیا: میں تجھے اپنا یہ جوان اونٹ اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو میرے گناہ اٹھا لے۔ تو اس نے اسے کہہ دیا: ہاں ٹھیک ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۙ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝۔

امام ابن ابی حاتم نے دراج ابی السمح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک جنگ کے لیے ایک سریہ نکلا تو ایک آدمی نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ [illegible]، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ [illegible]، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ [illegible]
4۔ صحیح مسلم، [illegible]، دارالکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اسے سواری مہیا فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسی کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تجھے سوار کروں۔ پس وہ غمزدہ ہو کر واپس لوٹ گیا۔ پھر وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرا، اس کا اونٹ اس کے سامنے بندھا ہوا تھا تو اس نے اس سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ میں تجھے اس پر سوار کر دوں تو تو لشکر سے جا ملے گا؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مشرف با سلام ہوا پھر اس کی ملاقات ایسے آدمی سے ہوئی جو اسے عار دلانے لگا کہ تو نے اپنے اشیاخ کے دین کو چھوڑ رہا ہے اور تو نے انہیں گمراہ قرار دیا ہے اور تو نے ان کے بارے یہ گمان کیا ہے کہ وہ سب آتش جہنم میں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا بے شک میں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا۔ تو اس نے آگے سے کہا: مجھے کوئی شے دے دو۔ میں سارے کا سارا عذاب برداشت کر لوں گا جو تجھ پر ہوا۔ سو اس نے اسے کچھ دے دیا۔ تو اس نے پھر کہا: اضافہ کیجئے اور دیجئے۔ پس وہ دونوں متفق نہ ہوئے حتی کہ اس نے اسے کچھ شے دی۔ اور اس نے اس کے لیے تحریر لکھ دی اور اس کے لیے شہادت بھی قائم کر دی۔ تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ فرمایا: مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تھا اور جو کچھ وہ فرماتے تھے اسے سنا کرتا تھا۔ وَ اَعْطٰى اور اس نے اپنی جانب سے فقط سننا (استماع) پیش کیا۔ وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ فرمایا اس کی عطا اور سخاوت کٹ گئی، ختم ہو گئی، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فرمایا: الْغَيْبِ سے مراد قرآن ہے یعنی کیا اس نے اس میں کوئی باطل دیکھا ہے اور وہ اپنی نگاہ کے ساتھ اس سے پار گزر گیا ہے جب وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر رہا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ کے تحت فرمایا (اور اس نے تھوڑا سا مال دیا اور پھر اسے کاٹ دیا یعنی دینا بند کر دیا) یہ عاص بن وائل کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے تھوڑا مال دیا اور پھر وہ سلسلہ کٹ گیا۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے وَ اَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ اَكْدٰى ﴿۳۴﴾ کے بارے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: کہ اس نے اپنے مال میں سے تھوڑا سا دیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 84

marfat.com
Marfat.com

زیادہ مال روک لیا۔ پھر اسے احسان جتلا کر مکدر کرنے لگا۔ یہ سن کر نافع رحمہ اللہ نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَعْطٰی قَلِیْلًا ثُمَّ اَکْدٰی بِمَنِّہٖ وَمَنْ یَنْشُرِ الْمَعْرُوْفَ فِی النَّاسِ یُحْمَدِ

''اس نے تھوڑا سا مال دیا پھر اپنے احسان کے سبب اسے روک لیا (اور یہ وہ ہے) جو لوگوں میں نیکی پھیلاتا اور عام کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ۝۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، شیرازی نے الالقاب میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ارشاد ربانی وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ۝ کے بارے جانتے ہو؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کے ہر دن کے عمل میں چار رکعتیں ہیں۔ آپ انہیں دن کے پہلے حصے میں پڑھا کرتے تھے اور گمان یہ ہے کہ وہ چاشت کی نماز ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے تبلیغ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو کچھ ان پر فرض کیا گیا تھا آپ نے اسے پورا کر دیا۔ (2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اسلام کے تیس حصص ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل کسی نے بھی انہیں مس نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ۝۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک اس کا پیغام پہنچانے میں (پوری طرح حق ادا کر دیا)۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ دونوں نے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ۝ کے بارے یہ کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت کی تبلیغ فرمائی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝۔ (5)

ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا کہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا وہ آپ نے پوری طرح پہنچا دیا۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3753)، دار الکتب العلمیہ بیروت   4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85
5۔ ایضاً   6۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یعنی وہ ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے خواب دیکھا تو جو کچھ اپنے لخت جگر کے ساتھ کیا اس میں اطاعت کا حق ادا کر دیا اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں ہے: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى الی آخر الآیہ۔(1)

ابن جریر نے حضرت قرظی سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر کے حق ادا کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے تمام حصوں میں پوری طرح احکام بجالائے اور آپ کے سوا کوئی بھی پوری طرح انہیں بجا نہیں لایا۔ اور یہ تیس حصے ہیں۔ ان میں سے دس سورہ برأت میں ہیں اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ (التوبہ: 111) تمام آیات اور دس سورہ احزاب میں ہیں اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ (الاحزاب: 35) الآیات کلھا۔ اور چھ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ میں ہیں سورت کی ابتداء میں تمام آیات ہیں۔ اور چار سَاَلَ سَآىِٕلٌ میں (المعارج: 1) وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ (المعارج) وَ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ (المعارج: 27) الآیات کلھا۔ پس یہ تیس حصے ہیں۔ پس جب جس نے ان میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے حصوں میں سے اس حصے کا پورا پورا عوض اسے عطا فرمائے گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا اسلام کے تمام حصوں کا پورا پورا حق کسی نے ادا نہیں کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

"کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آ جائے گا۔ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورہ وَ النَّجْمِ نازل ہوئی اور آپ اسے پڑھتے پڑھتے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى تک پہنچے، تو فرمایا: آپ پوری طرح یہ حکم بجالائے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔ تا قولہ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے رب کی جانب سے یہ حکم پہنچا دیا: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3754)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ آدمی کو دوسرے کے گناہ میں پکڑا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ فرمایا: آپ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور حق ادا کر دیا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ (کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ولی کو مولیٰ کے عوض پکڑ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے یہ حکم پہنچایا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ کہ کسی کو بھی دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک درمیانی دور میں کسی شخص کو دوسرے کے گناہ میں پکڑ لیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور یہ اعلان فرمایا: کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ کے بارے میں امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (الطور: 21) پس اللہ تعالیٰ نے آباء کے اعمال صالحہ کے سبب اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تھے وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ پڑھتے اور عجز وانکساری کا اظہار کرتے۔

وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَ اَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾

"اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ اور یہ کہ اسی نے پیدا فرمائیں دونوں قسمیں نر اور مادہ۔ (وہ بھی) ایک بوند سے جب ٹپکتی ہے۔ اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا فرمانا"۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور بغوی رحمہما اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ کے بارے آپ نے فرمایا: رب کے بارے میں کوئی فکر نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 87

Marfat.com
marfat.com

ہے۔ ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس آیت کے تحت اسی طرح نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فکر کی ضرورت نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غوروفکر کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کے بارے میں غوروفکر کرو، خالق کے بارے میں غوروفکر نہ کرو، کیونکہ تم اسکی ہرگز قدرت نہیں رکھ سکو گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غوروفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا ذکر کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان میں غوروفکر کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار سنو! اللہ تعالیٰ کے بارے میں ثلاث ہونے کی فکر نہ کرو۔ بلکہ اس کی عظمت وشان میں غوروفکر کرو جس نے ثلاث کو پیدا فرمایا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامیہ مولی شبرمہ رحمہ اللہ سے (اس کا نام حکم ہے) اور اس نے بعض ائمہ کوفہ سے یہ قول بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ گفتگو کر رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے سورج کی طرف دیکھا تو ہم اس کے بارے میں یہ غوروفکر کرنے لگے یہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غوروفکر کرتے رہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس تم اسی طرح کرو، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غوروفکر ضرور کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی سوچ و بچار مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مغرب کے پیچھے سفید زمین ہے جس کی سفیدی اور نور سورج کے چالیس دن تک چلنے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں بھی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا تم آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ نہیں جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے یا نہیں (پیدا کیے گئے) پھر عرض کی گئی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابلیس ان سے کہاں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نہیں جانتے کہ ابلیس کو پیدا کیا گیا یا نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہمیں فرمایا: تم کس کام میں مصروف ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم سورج کے بارے میں غوروفکر کر رہے ہیں کہ وہ کیسے طلوع ہوتا ہے اور کیسے غروب ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ تم اسی طرح کہا کرو۔ تم مخلوق میں غوروفکر کرو۔ خالق میں غوروفکر نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اور جس کے لیے چاہا پیدا فرمایا اور اس سے تم تعجب کرو گے۔ بے شک ق کے پیچھے سات سمندر ہیں۔ ہر سمندر پانچ سو سال کا ہے اور اس کے پیچھے

marfat.com

Marfat.com

سات زمینیں ہیں۔ اس کا نور اس کے باسیوں کے لیے روشنی مہیا کرتا ہے اور ان سات زمینوں سے آگے ہزار امت ہے جنہیں پرندوں کی شکلوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اور اس کے بچے ہوا میں ہیں۔ وہ ایک تسبیح سے بھی غافل اور ست نہیں ہوتے۔ اور اس سے آگے ستر ہزار امت ہے جنہیں ہوا سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ان کا کھانا بھی ہوا ہے، ان کا پینا بھی ہوا ہے، ان کے کپڑے بھی ہوا کے ہیں اور ان کے برتن بھی ہوا کے ہیں۔ ان کے چوپائے بھی ہوا کے ہیں۔ تم یہ خواہش نہ کرو کہ انہیں قیامت قائم ہونے تک زمین کی طرف لوٹا دیا جائے۔ ان کی آنکھیں ان کے سینوں میں ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی ایک ہی بار سوتا ہے اور پھر جاگ اٹھتا ہے۔ اس کا رزق اس کے سر کے پاس ہے۔ اس سے آگے عرش کا سایہ ہے اور عرش کے سائے میں ستر ہزار امت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور نہ اولاد آدم کے بارے جانتے ہیں اور نہ ابلیس اور اس کی اولاد کی تخلیق کے بارے جانتے ہیں۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل: 8) (اور وہ پیدا فرماتا ہے انہیں جنہیں تم نہیں جانتے)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ پھر آپ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ (کہ وہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے) پھر آپ ان کی طرف لوٹ کر آئے اور فرمایا: میں چالیس قدم بھی نہیں چلا تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور آ کر کہا: ان کے پاس آؤ اور انہیں کہو: "اِنَّ اللّٰهَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى" بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سفید یاقوت کے ساتھ اترے۔ اس کے ساتھ آپ کے آنسو صاف کیے جاتے۔ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت (سے نکلنے) پر پچاس سال تک روتے رہے۔ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ اے آدم! کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف تسلی دینے کے لیے بھیجا ہے۔ تو آدم علیہ السلام ہنس پڑے۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ پس آدم علیہ السلام ہنسے تو آپ کی اولاد بھی ہنستی ہے اور آدم علیہ السلام روئے۔ اس لیے آپ کی اولاد بھی روتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبار الطائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مصعب بن زبیر کی ماں کے جنازہ میں حاضر ہوا اور ہم نے نوحہ کرنے والیوں کی آوازیں سنیں۔ تو میں نے کہا: اے عباس! یہ کیا ہو رہا ہے حالانکہ آپ یہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب فرمایا: اے جبار! ہمیں چھوڑ دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ (1)

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ۝ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 426، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

عَادَ ا۟لْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا
هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ
الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

"اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مفلس بناتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔ اور یہ کہ اسی نے ہلاک کیا عاد اول (قوم ہود) کو۔ اور ثمود کو بھی پھر کسی کو نہ چھوڑا۔ اور (ہلاک کیا) قوم نوح کو ان سب سے پہلے وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ اور (لوط کی) اوندھی بستی کو بھی پٹخ دیا۔ پس ان پر چھا گیا جو چھا گیا۔ پس (اے سننے والے بتا) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا۔ یہ ڈرانے والا (رسول عربی) بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ہے۔ قریب آنے والی قریب آگئی۔ اللہ کے سوا اس کو کوئی ظاہر کرنے والا نہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اور وہی عطا کرتا ہے اور وہی راضی اور خوش کرتا ہے۔ (1)

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی ہے زیادہ اور کثیر عطا کرنا۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے قنع۔ یعنی کچھ دنیا اور صبر پر مجبور کرنا (یعنی قناعت پر مجبور کرنا)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: "اَغْنٰى مِنَ الْفَقْرِ وَ اَقْنٰى مِنَ الْغِنٰى فَقَنَعَ بِهٖ"۔ یعنی فقر و افلاس سے نکال کر غنی کر دیا اور دولت و غنا سے نکال کر بقدر حاجت عطا کیا اور وہ اسی پر قانع ہو گیا۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عنترہ عبسی کا قول نہیں سنا:

فَاقْنَىْ حَيَاءَ كِ لَا اَبَالَكِ وَاعْلَمِىْ اَنِّىْ امْرُؤٌ سَاَمُوْتُ اِنْ لَّمْ اُقْتَلِ

"اپنی شرم و حیاء پر قناعت کر تیرا کوئی باپ نہیں اور تو جان لے میں ایک آدمی ہوں، عنقریب مر جاؤں گا، اگر مجھے قتل نہ کیا گیا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی راضی کرنا اور خوش کرنا ہے۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی مون۔ خرچ برداشت کرنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ہی مال کے ساتھ غنی کرتا ہے اور وہی کمائی سے غنی کر دیتا ہے (یعنی مفلس کر دیتا ہے)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 89

marfat.com
Marfat.com

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کہ اس نے اپنے آپ کو غنی بنایا ہے اور ساری مخلوق کو اپنا محتاج بنایا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ ایک ستارہ ہے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔(3)

امام فاکہی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے نازل ہوئی۔ وہ شعریٰ کی عبادت کرتے تھے اور یہ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شعریٰ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس ستارے کی عبادت کرتے تھے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا ا۟لْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ دوسرے (عاد) حضرموت میں تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ (النجم) کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں کوئی بھی ایسا قبیلہ نہیں جو قوم نوح سے بڑھ کر ظلم کرنے والا اور سرکشی کرنے والا ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نوسو سال انہیں دعوت حق دی۔ جب بھی ایک نسل ہلاک ہوگئی اور دوسری نسل پیدا ہوئی تو آپ نے انہیں دعوت دی۔ یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا بیٹے کا ہاتھ پکڑتا تھا اور وہ آپ کی طرف چل پڑتا تھا اور کہتا تھا: اے میرے بیٹے! بے شک میرا باپ بھی مجھے لے کر اس کی طرف چلا تھا اور میں آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکذیب اور لگاتار گمراہی میں ہونے کے تیری مثل ہوں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اوندھی بستی کو آسمان کی بلندی پر لے جانے کے بعد نیچے پٹخ دیا۔(7)

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم لوط کی بستی کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اوپر اٹھایا اور اس کے بعد ان کے ساتھ زمین کو الٹا گرا دیا گیا۔ پس زمین قیامت کے دن تک ان کے ساتھ دھنستی رہے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 90 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 92 7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 93

marfat.com

Marfat.com

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فرمایا: قوم لوط کی بستیاں فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فرمایا: پتھر۔ یعنی ان پر پتھر چھا گئے جو چھا گئے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ فرمایا: پس تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں (کو جھٹلائے گا)۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کا معنی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی سے ڈرایا ہے جس سے پہلے ڈراتے رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے هٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کو انہیں (احکام) کے ساتھ بھیجا گیا ہے جن کے ساتھ آپ سے قبل رسل علیہم السلام مبعوث کیے گئے۔ اور اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد قیامت ہے (یعنی قیامت قریب آگئی) لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی لوٹانے والا نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَزِفَتِ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کا معنی ہے قیامت قریب آگئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے اور لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ کے بارے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے معبودوں میں سے کوئی بھی اسے ظاہر کرنے والا نہیں۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

"بھلا کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو۔ اور (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے۔ پس سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی عبادت کیا کرو"۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هٰذَا الْحَدِیْثِ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابو الخلیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56-255، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہنسے نہیں بلکہ صرف آپ تبسم فرماتے۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ پھر حضور نبی مکرم ﷺ کو نہ ہنستے دیکھا گیا نہ تبسم فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے وصال فرما گئے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل ہوئی تو اس کے بعد کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب صفہ رونے لگے یہاں تک کہ انکے آنسوان کے رخساروں پر جاری ہو گئے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی ہچکیوں کی آواز سنی تو آپ بھی رونے لگے۔ پس ہم بھی آپ کے رونے کے سبب رونے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ آتش جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے گا۔ (2)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ کا معنی ہے کہ تم غافل ہوتے ہوئے اس سے اعراض کر رہے ہو۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ کا معنی ہے۔ غافلون۔ یعنی تم غافل ہو۔ (4)

امام عبد الرزاق، فریابی، ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ کے تحت فرمایا: اس سے مراد ہے یمن کے گویئے (گنگنانے والے) ہیں۔ جب وہ قرآن سنتے تھے تو گانا شروع کر دیتے اور کھیلنے کودنے لگتے۔ (5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ یہ قبیلہ حمیر کے گانا گانے والے لوگ ہیں۔ (6)

امام فریابی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے انتہائی متکبرانہ انداز میں گزرتے تھے کیا تو نے اونٹ کی طرف نہیں دیکھا وہ کس طرح تکبر کرتے ہوئے چلتا ہے۔ (7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 82 (34356)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 489 (798)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 257، دار الکتب العلمیہ بیروت — 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 256

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت — 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97 — 7۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے سٰمِدُوْنَ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: سمود کا معنی لہو اور باطل ہے۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ہزیلہ بنت بکر کا قول نہیں سنا؟ وہ قوم عاد پر روتے ہوئے کہتی ہے:

لَیْتَ عَادًا قَبِلُوا الْحَقَّ وَلَمْ یَبْدُوْا جُحُوْدًا

''کاش! عاد حق کو قبول کر لیتے اور ان سے انکار ظاہر نہ ہوتا''۔

قِیْلَ قُمْ فَانْظُرْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ دَعْ عَنْکَ السُّمُوْدًا

''کہا گیا اٹھ، اور ان کی طرف دیکھ۔ پھر اپنے سے لہو ولعب اور باطل کو چھوڑ دے''۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ کی سند سے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ قوم کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے لگے۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ سمود (تکبر) میں سے ہے یا یہ تکبر ہے۔ اور منصور نے کہا جب مؤذن کھڑا ہو تو وہ بھی کھڑے ہو کر انتظار کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ کا معنی ہے سخت غصے کے سبب ہونٹ لٹکانے والے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو معشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت نخعی سے روایت بیان کی ہے کہ وہ اس وقت کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ یہاں تک کہ امام آجائے۔ اور وہ یہ آیت پڑھتے تھے: وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ حضرت سعید نے کہا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ امام کے آنے سے پہلے کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے۔ لیکن وہ اس آیت کی اس طرح تفسیر نہیں کرتے تھے۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو خالد الوالبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ پھر نماز کھڑی کی گئی اور ہم کھڑے ہو کر آپ کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم کھیل مزاح میں لگے ہوئے ہو(5)۔ نہ تم نماز پڑھ رہے ہو اور نہ ہی بیٹھ کر انتظار کر رہے ہو؟

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا کے تحت انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ان چہروں کو مشقت میں ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں انہیں خاک آلود کرو۔

امام بخاری، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 254، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 98 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔(1)

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم پڑھی اور آپ نے سجدہ کیا اور جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف اور دوسری میں سورۂ والنجم پڑھی اور آپ نے اس میں سجدہ کیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور سورۂ اذا زلزلت پڑھ کر رکوع کیا۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 275 (4761)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن نسائی، باب السجود فی النجم، جلد 2، صفحہ 160، دار الحکومت القاہرہ

marfat.com

Marfat.com